بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# نظرات

حضرت الاستاذ مولانا سید محمد انور شاہ الکشمیریؒ اکثر اپنی مجلسوں میں فرمایا کرتے تھے کہ جو لوگ علم حاصل کرتے ہیں ان کا مقصد تحصیلِ علم سے یا تو دین ہوتا ہے اور یا فقط دنیا۔ ان کے علاوہ کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو علم کو محض علم کے لئے حاصل کرتے ہیں۔ ان میں پہلا طبقہ سب سے اعلیٰ ہے اور ہمارے بزرگانِ کرام کا مقصد تحصیلِ علم سے دین ہی تھا۔ جو لوگ علم کو علم کے لئے حاصل کرتے ہیں وہ بھی غنیمت ہیں۔ لیکن علم سے کسبِ دنیا کا کام لینا اور اسی مقصد کے لئے اسے حاصل کرنا ایک بدترین معصیت ہے اور اس قسم کے لوگ اسفل السافلین کے مستحق ہیں۔ ان لوگوں کی مثال اس احمق کی سی ہے جو بازار سے ایک قیمتی شال محض اس لئے خریدکرتا ہے کہ اس سے وہ اپنا جوتہ صاف کیا کرے گا۔ اس کے بعد حضرتِ مرحوم ہم طلبہ سے خطاب کر کے تاکیداً فرماتے تھے کہ تم لوگوں کو سب سے پہلے اپنی نیت اور ارادہ کا جائزہ لینا چاہئے اور یہ معلوم کرنا چاہئے کہ تم میں سے کون شخص کس طبقہ میں شریک ہونا چاہتا ہے۔

---

اسی سلسلہ میں حضرت شاہ صاحبؒ نہایت افسوس کے ساتھ آبدیدہ ہو کر فرماتے تھے کہ میرے نزدیک حکومتِ مسلطہ کی سب سے بڑی لعنت یہ ہے کہ اس نے ہم سب کے دلوں میں خود غرضی اور دنیا پرستی کا بیج بو کر اخلاصِ عمل اور للّٰہیت کا بالکل قلع قمع کر دیا ہے۔ یہانتک کہ ہمارے خالص دینی اور مذہبی کام بھی اب صرف دین کے لئے نہیں رہے۔ اور ان کا مقصد بھی اس ذریعہ سے دنیا پیدا کرنا ہوگیا ہے۔ اسی وجہ سے اب ہمارے کاموں میں برکت نہیں رہی۔ ہم سب کچھ پڑھتے پڑھاتے ہیں۔ علوم و فنون پر عمریں صرف کرتے ہیں۔ زندگی کا بہترین جوہر طلبِ علم کی نذر کر دیتے ہیں لیکن پھر بھی ہماری ان کوششوں پر وہ ثمرات مرتب نہیں ہوتے جو ہونے چاہئیں۔ یہ حالت انتہا درجہ افسوسناک ہے۔ اگر اس کی اصلاح

نہیں کی گئی تو ایک دن اس کا انجام یہ ہوگا کہ مدارسِ عربیہ کی سندِ فراغ رکھنے والے تو بے شمار ہوں گے لیکن ڈھنگ کا عالم ان میں کوئی ایک مشکل سے ہی مل سکیگا۔

---

پندرہ سولہ برس کی مدت کوئی طویل مدت نہیں ہوتی حضرت الاستاذ کا یہ ارشاد کل کی سی بات ہے لیکن ہم آج کے حالات کا مقابلہ اس زمانہ کے حالات سے کرتے ہیں تو زمین آسمان بدلے ہوئے نظر آتے ہیں اور صاف محسوس ہوتا ہے کہ حضرت مرحوم نے اس وقت جو کچھ فرمایا تھا وہ آج کس طرح حرف بحرف صحیح ثابت ہو رہا ہے، ہندوستان کے طول وعرض میں جو عربی مدارس قائم ہیں ان کا جائزہ لیجئے تو معلوم ہوگا کہ مدارس کی تعداد۔ ان کی آمدنی، طلبہ کی گنتی اور دوسرے انتظامات کی فراوانی، ان سب امور کے اعتبار سے پہلے کی بہ نسبت مدارس عربیہ اب کہیں زیادہ خوشحال اور ترقی یافتہ ہیں۔ لیکن ان کی تعلیمی حالت کس درجہ افسوسناک ہے اس کا اندازہ آپ کو اس سے ہو سکتا ہے کہ پچھلے دنوں تین مدارس کو اپنے یہاں چند مدرسوں کی ضرورت تھی۔ اس سلسلہ میں مدارس کے اربابِ اہتمام نے خود دور دراز کا سفر کیا۔ اِدہر اُدہر خطوط لکھے مگر اس کے باوجود انھیں کوئی لائق مدرس نہیں ملا۔ تو آخر کار بعض پرانے مدارس کے جمے جمائے مدرسین کو بڑی بڑی تنخواہ دیکر انھوں نے اپنا بھرت پورا کیا۔ اب ان مدرسین کے چلے جانے سے ان کے پرانے مدارس میں جو جگہیں خالی ہوگئی ہیں وہ اب تک بدستور خالی پڑی ہوئی ہیں۔ اور بیچارے مدرسہ والے اسباق کو اِدہر اُدہر منتقل کر کے اپنا کام چلا رہے ہیں اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اب ہمارے ملک میں قابل اور فاضل علمار کی پیداوار کس درجہ افسوسناک طریقہ پر روزانہ کم ہوتی جارہی ہے

---

مدارسِ عربیہ میں جو طلبار تعلیم پاتے ہیں۔ اول تو زمانۂ تعلیم میں ہی سیاسی ہنگامہ پروری اور دوسری قسم کی انجمن آرائی وغیرہ ان کے ایسے مشاغل ہوتے ہیں جو انھیں یکسوئی کے ساتھ تحصیلِ علم میں مشغول نہیں رہنے دیتے۔ پھر یہاں سے سندِ فراغ حاصل کرنے کے بعد جب ان کی نگاہ گرد وپیش